سود

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۱۳-ای، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب: سود

مصنف: مولانا محمد یوسف اصلاحی

اشاعت: ایڈیشن　　　　تعداد

۱۔۲۲۔ ستمبر ۱۹۹۹ء (پیپر بیک)　　۲۴۷۰۰

۲۳۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء　　۳۲۰۰

اہتمام: پروفیسر محمد امین جاوید (مینجنگ ڈائریکٹر)

ناشر: اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۱۳۔ای' شاہ عالم مارکیٹ' لاہور (پاکستان)

فون: 7664504-7669546　فیکس: 7658674

شوروم: منصورہ ملتان روڈ' لاہور۔ فون نمبر: 448022

10-چیمبر جی روڈ' اردو بازار' لاہور فون نمبر: 7248676

10۔بی شہزاد پلازہ' کالج روڈ بالمقابل نیو اردو بازار' راولپنڈی

www.Islamicpak.com

مطبع: میٹرو پرنٹرز' لاہور　　قیمت اصلی ایڈیشن -/120 روپے

قیمت: -/90 روپے

ادارۂ ثقافت اسلامیہ کا سوال نامہ اور اس کا جواب ۱۹۸

سوال نامہ ۱۹۸

جواب ۲۰۰

پہلا سوال ۲۰۰

دوسرا سوال ۲۱۷

تیسرا سوال ۲۱۸

چوتھا سوال ۲۱۹

پانچواں سوال ۲۲۰

چھٹا سوال ۲۲۱

ساتواں سوال ۲۲۲

آٹھواں سوال ۲۲۴

ضمیمہ (۲) ۲۲۸

مسئلہ سود اور دار الحرب ۲۲۸

مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی مرحوم کا پہلا مضمون ۲۲۸

غیر اسلامی مقبوضات کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر ۲۲۸

غیر اسلامی حکومتوں میں مسلمانوں کی زندگی کا دستور العمل ۲۳۳

مسلمانوں کی بے نظیر امن پسندی ۲۳۵

بین الاقوامی قانون کا ایک اہم سوال ۲۳۶

اموال معصومہ وغیر معصومہ اور ان کی اباحت وعدم اباحت ۲۳۸

عود الی المقصود ۲۴۲

دار الحرب میں سود حلال نہیں بلکہ فے حلال ہے ۲۴۸

فے اور بھاڑ کی اصطلاح ۲۵۱

فے سے انکار قومی جرم ہے ۲۵۳

دارالحرب میں سود حلال نہیں بلکہ فے حلال ہے

لوگوں میں یہ عجیب بات مشہور ہے کہ غیر اسلامی حکومتوں میں سود حلال ہو جاتا ہے، اور زیادہ تر اصل مسئلہ کے سمجھنے میں یہی تعبیر مانع آتی ہے۔ ورنہ مسئلہ کی بنیاد جس قرآنی قانون پر ہے اس کے لحاظ سے یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ جو چیز حرام تھی وہ کسی وقت حلال ہو گئی۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جو چیز ہمیشہ سے حلال تھی وہی حلال ہوئی۔ خدا جس چیز کو حلالاً طیباً فرماتا ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اسی کو طیب فرماتے ہیں، ورنہ ایک مسلمان کو اس کا کیا حق ہے کہ قرآن جس چیز کو حرام کرے اسے وہ اپنی رائے سے یا کسی معمولی ظنی خبر کی بنیاد پر حلال کر دے۔ خصوصاً وہ جو واحد خبروں سے نص پر اضافہ کو کسی طرح جائز قرار نہیں دیتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ علاوہ اسی وجہ حکان (قانون وقت سے جس جائز کردہ ذریعہ سے بھی وہ مال ملتا ہو) کی عمومیت کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سود ہی کو نہیں بلکہ قمار (جوا) کے اُن ذرائع سے بھی تحصیل مال کو طیب قرار دیا ہے جس کی قانون وقت میں ممانعت نہ ہو۔ مثلاً یہی بیمہ ہے یا لائف انشورنس کا ذریعہ ہے علماء اسلام کے نزدیک قمار اور سُود کی یہ مرکب

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۷ سے) ورثاء سے وصول کیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے صدقہ کر دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ مال گو وہ دشمن سے لیا گیا مگر اسے خود اپنے استعمال میں لانا پسند نہ کیا گیا۔ (مودودی)

لہ دارالحرب کے احکام فقہ حنفی میں حالت جنگ سے تعلق رکھتے ہیں ان کو ہندوستان پر چسپاں کر کے مولانا سخت غلطی کر رہے ہیں۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ ہندوستان میں جوئے اور سٹے اور لاٹری اور ریس کے ذریعہ سے بھی مسلمان روپیہ کما سکتے ہیں اور یہ مال ان کے لیے طیب ہے۔ اگر اسی پر فتویٰ ہو جائے تو معاشی حیثیت سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں قطعاً کوئی فرق نہ رہے گا اور جہاں تک معاشی زندگی کا تعلق ہے، تمام مسلمانانِ ہند غیر مسلم ہو جائیں گے۔ اصلی غلطی یہ ہے کہ مولانا ہر اس غیر مسلم کے مال کو مباح سمجھ رہے ہیں (باقی ص ۲۴۹ پر)

شکل ہے، لیکن سیر کبیر میں امام محمدؒ امام اعظمؒ سے ناقل ہیں۔

اَوْ اَخَذَ مَالَاَ مِنْهُمْ بِطَرِيقِ الْقِمَارِ فَذَالِكَ كُلُّهُ طَيِّبٌ،

اگر ان سے غیر مسلموں سے) جوئے کے ذریعہ سے مال لے گا تو

یہ سب اس کے لیے پاک اور طیب ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۸ سے) جس کی ذمہ داری کسی اسلامی حکومت نے نہ لی ہو۔ حالانکہ اس نظریہ کی تائید قرآن وحدیث کے کسی حکم سے نہیں ہوتی۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ وہ ایسے دارالکفر کو جو اسلامی اصطلاح کی رُو سے درحقیقت دارالحرب نہیں ہے، دارالحرب قرار دے رہے ہیں۔ یہ نہ صرف سُوءِ تعبیر ہے بلکہ اپنے نتائج کے اعتبار سے مسلمانوں کی قومی زندگی کے لیے مہلک بھی ہے۔ ہندوستان اس وقت بلاشبہ دارالحرب تھا جب انگریزی حکومت یہاں اسلامی سلطنت کو مٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس وقت مسلمانوں کا فرض تھا کہ یا تو اسلامی سلطنت کی حفاظت میں جانیں لڑا دیتے، یا اس میں ناکام ہونے کے بعد یہاں سے ہجرت کر جاتے۔ لیکن جب وہ مغلوب ہو گئے، انگریزی حکومت قائم ہو چکی اور مسلمانوں نے اپنے پرسنل لا پر عمل کرنے کی آزادی کے ساتھ یہاں رہنا قبول کر لیا تو اب یہ ملک دارالحرب نہیں رہا۔ بلکہ ایک ایسا دارالکفر ہو گیا جس میں مسلمان رعیت کی حیثیت سے رہتے ہیں اور قانونِ ملک کے مقرر کیے ہوئے حدود میں اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی رکھتے ہیں ایسے ملک کو دارالحرب ٹھہرانا اور ان رخصتوں کو نافذ کرنا جو محض دارالحرب کی مجبوریوں کو پیشِ نظر رکھ کر دی گئی ہیں، اصولِ قانونِ اسلامی کے قطعاً خلاف ہے، اور نہایت خطرناک بھی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمانوں کو اس ملک میں اسلامی قوانین پر عمل درآمد کرنے کے جو تھوڑے بہت اختیارات حاصل ہیں ان سے بھی وہ خود بخود دست بردار ہو جائیں گے، شریعت کے جو رہے سہے حدود اس وقت ان کے قومی وجود کی حفاظت کر رہے ہیں، وہ بھی باقی نہ رہیں گے اور مسلمان غیر اسلامی نظام میں جذب ہو کر رہ جائیں گے۔ انتہائی اضطرار کی حالت میں مسلمانوں کے ایسے منتشر افراد کو جن کی کوئی اجتماعی (باقی ص ۲۵۰ پر)

سُود کی شہرت کا سبب غالباً امام مکحول (جو محدثین کے نزدیک ایک ثقہ راوی ہیں) کی وہ مرسل حدیث ہے جو اسی مسئلہ کی تائید پیش کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:-

عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَا رِبٰوا بَيْنَ الْحَرْبِيِّ وَالْمُسْلِمِ۔ (داسنده بیہقی)

مکحول سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حربی (غیر مسلم) اور مسلمان کے درمیان سود نہیں ہے۔

لوگ نہ معلوم اس کا مطلب کیا سمجھتے ہیں ورنہ ظاہر الفاظ سے جو کچھ مستفاد ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ مسلم اور غیر ذمی نامسلمان کے درمیان اگر سُود کا معاملہ ہو تو وہ سُود، سُود ہی نہ ہوگا بلکہ "قرآنی قانون اباحت" کے تحت یہ مال مسلمان کے لیے طیب و حلال ہے۔

بہرحال اسلامی شریعت، قرآن و حدیث، عمل صحابہ کی رُو سے یہ ایک ایسا واضح اور صاف قانون ہے جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لوگ مکحول کی حدیث مرسل کے متعلق حجیت و عدم حجیت کا سوال اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ چیز بس تو تائید میں

(بقیہ حاشیہ ۲۵۰) طاقت نہ ہو، اور جو معاندین کے درمیان گھرے ہوئے ہوں، اسلام اپنے قانون کی گرفت ڈھیلی کر کے چند رخصتیں عطا کرتا ہے اور اس کے ساتھ یہ حکم بھی دیتا ہے کہ اس حالت میں قیام نہ کرو، بلکہ بعجلت ممکنہ دارالاسلام کی طرف واپس آجاؤ۔ مولانا ان رخصتوں کو ایسی قوم کے لیے عام کر رہے ہیں جو کئی کروڑ کی عظیم الشان تعداد میں ہے اور مستقل طور پر اس ملک میں متوطن ہے۔ دارالحرب کے احکام ایسی قوم کے لیے ہرگز نہیں ہیں اس کو تو نہ صرف یہ کوشش کرنی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ جن احکام اسلامی پر عمل کرنا ممکن ہو ان پر عمل کرے بلکہ اُسے دارالکفر کو دارالاسلام بنانے کے لیے اپنی پوری طاقت صرف کرنی چاہیئے۔ (مودودی)